انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی رجسٹرڈ

شمارہ نمبر:45

آئینۂ انجمن

ربیع الثانی 1444ھ، نومبر 2022ء

اہم موضوعات

❖ فرمان الٰہی و فرمان نبوی ﷺ
❖ اداریہ
❖ ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ
❖ اقتباس نگران انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ
❖ تاج رسالت کے انمول نگینے
❖ نبی کریم ﷺ سے ہمارا تعلق قرآن و سنت کی روشنی میں (دوسری قسط)
❖ علم و تحقیق سے اپنا رشتہ جوڑیں
❖ انجمن خدام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں
❖ شعبہ سمع و بصر

فرمان الٰہی

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا . اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا . وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۭ (سورہ الکہف:6-8)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ شاید اپنے آپ کو غم سے ہلاک کرلیں گے ان کے پیچھے، اگر وہ ایمان نہ لائے اس بات (قران) پر۔ یقیناً ہم نے بنادیا ہے جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کا بناؤ سنگھار۔ تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون بہتر ہے عمل میں۔ اور یقیناً ہم بناکر رکھ دیں گے جو کچھ اس (زمین) پر ہے ایک چٹیل میدان۔

تشریح: سورۃ الکہف کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجالی فتنہ سے بچنا چاہتے ہو تو سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت کرو۔ بعض روایات میں آخری آیات کا ذکر ہے اور بعض آیات میں پوری سورہ مبارکہ کی تلاوت کا ذکر ہے۔

مذکورہ آیات میں پہلے تثلیث جیسے غلط عقائد کے جو بھیانک نتائج مستقبل میں نسل انسانی کے لیے متوقع تھے اور ان کے تصور اور ادراک سے نبی کریم ﷺ پر جو شدید دباؤ تھا اس کا ذکر ہے کہ اگر یہ قران پر ایمان نہ لائے تو ان کے غلط عقائد سے دنیا میں دجالیت کا فتنہ جنم لے گا۔ یہ ہی غم تھا جو آپ ﷺ کی جان گھلائے جارہا تھا۔ پھر دنیا کی حقیقت کا بیان ہے کہ جو کچھ زمین پر ہے یہ اس کا بناؤ سنگھار ہے اور اس سے اصل مقصد ان کا امتحان ہے کہ کون اس کی ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور رنگینیوں میں کھو جاتا ہے اور اپنی آخرت خراب کرتا ہے اور کون اپنے خالق و مالک کو پہچانتے ہوئے اس کے احکام کی تعمیل کو اپنی زندگی کا اصل مقصود سمجھتا ہے اور آخرت کا طالب ہو کر دنیا بقدر ضرورت استعمال کرتا ہے۔ قیامت کے برپا ہونے پر اس دنیا کی ساری زیب و زینت ختم کرکے اسے صاف و چٹیل میدان بنادیا جائے گا۔ (بیان القران)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِي صلى الله عليه و سلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ. فَقَالَ: «ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ. وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ».

ترجمہ: سیدنا ابو العباس سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ جب اسے بجالاؤں تو اللہ تعالی اور تمام لوگ مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالی تم سے محبت فرمائے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔"

تشریح: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے زہد کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو دنیا ہی میں مشغول و مصروف کرلے تو وہ صرف دنیا کا ہو کر رہ جاتا ہے اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اس لیے اپنے آپ کو دنیا کی زیب و زینت میں الجھا نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد اللہ کی عبادت اور آخرت کی کامیابی کا حصول ہے۔ اور یہ ہی انسان کا مقصد تخلیق ہے۔

(شرح اربعین نووی حدیث ۳۱۔ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی)

علامہ اقبال، شعور وآگہی کے نقیب

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم، انجمن خدام القرآن، کراچی

قدرت نے علامہ محمد اقبال کو ایسے وقت نغمہ سرائی کے لیے منتخب کیا جب گلستانِ امت کے گلِ سر سبد مرجھانے کی کیفیت سے دو چار تھے۔ جمعیت ژولیدہ سری کا شکار اور افکارِ پریشاں کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی۔ مغربی افکار اسلام کے عظیم الشان تمدنی حصار پر شب خون مار رہے تھے۔ ملت اسلامیہ کا وہ سدا بہار چمن مرجھا چکا تھا جس نے کبھی اپنی عطر بیزی سے چہار دانگِ عالم کو مستی و سرشاری سے ہم کنار کیا تھا۔ اقبال ہی وہ جلیل القدر ہستی ہیں جنہوں نے اس خطے کے مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں سے نجات دلانے کے لیے جداگانہ قومیت کا احساس اجاگر کیا اور ایک الگ وطن کا تصور دیا۔ انہوں نے اپنے خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کی الگ مملکت کا پورا نقشہ پیش کر دیا۔ اور ایک دردمند مسلم لیگی قائد کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح کو اپنا ہم راز اور دست و بازو بنانے کے لیے ایک مکتوب کے ذریعہ لندن سے ہندوستاں آنے کی استدعا کی اور مسلمانوں کو ہندوؤں اور انگریزوں کی فکری اور مادی غلامی سے آزادی کی تحریک چلانے کی ضرورت اور اہمیت پر قائل کیا۔ اس تناظر میں علامہ اقبال لیڈر شناس بھی تھے، جنہیں مکمل ادراک ہو چکا تھا کہ محمد علی جناح کی زیر قیادت برصغیر کے مسلمانوں کی منظم تحریک سے ہی ان کے لیے الگ وطن کے حصول کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔

اقبال نے ہمارے قومی کاروبار میں خواہ وہ سیاست ہو، خواہ اخلاقیات ہو، خواہ مذہب ہو اور خواہ وہ قومی زندگی کا کوئی شعبہ ہو اس میں تفکر اور تدبر کا ایک ایسا عنصر شامل کیا کہ جو پہلے موجود نہیں تھا۔ اقبال نے لوگوں کے سوچنے کا، غور و فکر کرنے کا، مشاہدہ کرنے کا، تجزیہ کرنے، استنباط کرنے اور سارے ذہنی افکار سے گزر جانے کا ڈھب سکھایا۔ اور صرف خواص کو ہی نہیں بلکہ عوام الناس کو بھی اس سے روشناس کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان کے بعد ہر سیاسی، مفکر، معلم و خطیب کے یہاں ان کے کلام کے توسط سے ایک قسم کا تفکر اور سوچنے کا عنصر خود بخود ذہن میں شامل ہو جاتا ہے۔

لیکن شعوری کے ساتھ بے شعوری کا عمل بھی قدم بقدم چلتا ہے اور غلامی ختم ہو جائے پھر بھی بوئے غلامی قوموں کی نفسیات سے نہیں جاتی۔ چناں چہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ہوا یہ کہ اقبال کے خواب کی تعبیر مسلمانوں کے ذہن سے محو ہو گئی، ان کے خواب کی تعبیر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تقسیم ہند میں مسلمانوں نے جان اور آبرو کی قربانیاں کیوں دیں؟ اس کا صحیح شعور ہی آج پاکستانیوں کے حافظے سے مٹ چکا ہے۔ وہ بھلا بیٹھے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اسلامی نظام کے احیاء اور اسلام کو عملی طور پر اس ارضِ پاک پر نافذ قائم کرنے کے لیے کیسی کیسی قربانیاں دی تھیں۔ ہمارے خارجی اور داخلی دشمنوں نے نظریہ پاکستان یا پاکستان کی بنیاد کو ہی مشکوک بنا دیا ہے۔ نئی نسل کے ذہنوں میں یہ زہر انڈیلا جا رہا ہے کہ اس ملک کی اساس ہی غلط تھی، دو قومی نظریہ محض معاشی زبوں حالی سے نجات حاصل کرنے کے لیے گھڑا گیا تھا۔ ورنہ اتنی قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہ اقبال کی بلند پایہ فکر، مَردُم شناسی اور امت مسلمہ کی تنزل و پستی کا درد و آگہی اور اس کے تدارک کے لیے کی جانے والی جدوجہد کی ناقدری اور ناسِپاسی ہے۔ بلاشبہ اقبال اپنی ذات میں قومی غیرت و حمیت کا ایک عالی شان مکتبۂ فکر تھے۔ جنہوں نے امت مسلمہ کو ایک ولولہ اور حیاتِ تازہ کا شعور و ادراک عطا کیا۔ وہ بلاشبہ ایک دردمند انسان اور شعور و آگہی کے نقیب تھے۔ مملکتِ پاکستان کا ذرہ ذرہ ان کے احسان و سپاس گزاری کا مرہونِ منت ہے۔

حمد باری تعالیٰ و نعت رسول پاک ﷺ

اے کہ حریمِ کعبہ ہے تیرے جلال کا نشان
تیری ثنا میں محو ہے نطق و کلام اور زبان

خاک میں ہیں چھپی ہوئی کتنی تیری نشانیاں
تجھ سے گلوں میں رنگ و بو تجھ سے بہارِ بوستاں

تیری جمال ذات پر ڈالے گا کیا کوئی نظر
تیری صفات کے نقوش برگ و شجرسے ہیں عیاں

تیرے کرم سے مستفید کوہ بھی رہگزر بھی
تیری عطا سے فیضیاب دشت و جبال و بوستاں

پیکر خاک کو ملی تیری رضا سے زندگی
خامشی فضا ہوئی حمد سے تیری ترجماں

شمس و قمر ہیں پُر ضیا تیرے جمال کے سبب
شام و سحر میں ہیں تیرے کمال کے نشاں

رب کریم کار ساز تو، ہے خدائے بے نیاز تو
تیری حدود بندگی توڑ کے جائے صبا کہاں

صبا اکبر آبادی

....

نعت رسول مقبول ﷺ

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گلِ چیدہ
کس منہ سے بیاں ہو تیرے اوصافِ حمیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

مضمر تیری تقلید میں عالم کی بھلائی
یہی ایماں ہے یہی میرا عقیدہ

اے رحمت عالم تیری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے میرا قلب تپیدہ

خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں بڑی دور سے باداماِن دریدہ

یوں دور ہوں تائب میں حریم نبویؐ سے
حرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بریدہ

حفیظ تائب

ضبطِ نفس اور ستر و حجاب کے احکام کی پابندی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

خاندان کے ادارے کو مستحکم کرنے والی، اس میں امن و سکون پیدا کرنے والی اور ہماری معاشرتی زندگی کی ایک اساس بہت اہم ہے، وہ یہ کہ معاشرے میں ضبطِ نفس اور ضبطِ شہوت (sexual discipline) ہو، جنسی انارکی نہ ہو۔ انسان اپنی اس فطری ضرورت (urge) کو ایک قاعدہ و قانون اور حلال و حرام کے حدود و قیود کے اندر پورا کرے۔ مجھے فرائڈ (اہلِ مغرب جسے نفسیات کا ''امام'' مانتے ہیں) کی اس بات سے بہت حد تک اتفاق ہے کہ انسان کے اندر سب سے طاقتور (potent) جذبہ محرکہ شہوت یعنی جنسی جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت تخلیق کے مطابق یہ بے حد ضروری تھا، کیوں کہ اگر یہ جذبہ اتنا طاقتور نہ ہوتا تو کون شادی کا جھنجھٹ مول لیتا اور انسان کی نسل کیسے چلتی؟ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو آباد رکھنا ہے، نفسِ انسانی کو ابھی اور بڑھانا ہے، لہٰذا جنسِ مخالف میں اس قدر کشش اور طلب پیدا کی ہے کہ انسان یہ جانتے ہوئے بھی کہ شادی کے بعد اتنی ذمہ داریاں ہوں گی، خاندان کا بوجھ اٹھانا ہوگا، اولاد کو پالنا پوسنا ہوگا، یہ ساری ذمہ داریاں جھیلتا ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھیے کہ جس شے میں جتنی زیادہ کشش اور شدت ہوتی ہے اتنا ہی اس میں کج روی اور بگاڑ کا زیادہ امکان ہوتا ہے، جیسے پولیٹکل سائنس کا مسلمہ اصول (axiom) ہے۔

Authority tends to corrupt and absolute authority corrupt absolutely.

چناں چہ جنسی جذبے کی یہ شدت جتنی زیادہ ہے تو اس کے بگاڑ کا بھی اتنا ہی زیادہ امکان موجود ہے۔ یوں سمجھیے کہ گویا انسان کے اندر بارود ہے، لہٰذا اس پر بڑی قدغنوں، بڑی پابندیوں اور بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ پابندیاں ہمارے دین کی طرف سے ہیں۔

(بحوالہ: ماہنامہ میثاق، ستمبر 2010، صفحہ 176)

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اقتباس نگراں انجمن خدام القرآن، کراچی

ٹرانس جینڈر قانون

مغرب کا اپنا معاشرہ تو تباہ ہو چکا ہے۔ 2015ء میں امریکی صدر بارک اوبامہ نے سٹیٹ آف دی یونین ایڈریس میں کہا تھا کہ اے امریکیو! خدارا شادیاں کرو اور اپنے گھر بساؤ کیوں کہ ایک مضبوط گھرانہ ایک معاشرے کی ضرورت ہے۔ آج مغرب کو احساس ہو رہا ہے کیوں کہ ان کی اکثریت کتے بلیوں کی طرح زندگی بسر کر رہی ہے۔ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کو لاوارث چیز کی طرح اولڈ ہومز میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ سسک سسک کر مر جاتے ہیں گھر، خاندان فیملی اور بچوں کی خوشیاں انہیں نصیب نہیں ہوتیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

آج وہی اثرات ہمارے معاشرے میں بھی ہیں۔ مارچ کے مہینے میں عورت مارچ ہوتا ہے جس میں نکاح کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور اس کی سرے سے نفی کی جاتی ہے۔ یہاں کچھ این جی اوز ہیں جو مغرب کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کی تکمیل کا باعث بنتی ہیں اور انہی کی خواتین آگے کھڑی ہوتی ہیں۔ اسی مغربی ایجنڈے کا ایک حصہ یہ "ٹرانس جینڈر قانون" ہے۔ خواجہ سراؤں کے حقوق اپنی جگہ مگر ان کے حقوق کے نام پر ایسے قوانین بنا دیے جائیں کہ چاہے تو مرد عورت بن جائے، چاہے تو عورت مرد بن جائے، پھر مرد کی مرد سے اور عورت کی عورت سے شادیاں ہونے لگ جائیں تو یہ سراسر شیطانی ایجنڈا ہے اور ایک مسلمان معاشرے میں اس طرح کے قوانین کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(مسجد جامع القرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا خطاب)

حکمت و دانش

مشترک مقصد

کھاری پانی کے ایک سمندر اور شیریں پانی کے ایک دریا میں کتنا کھلا ہوا تضاد ہے۔ تاہم دیکھو! یہ دونوں کس طرح ایک مشترک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ کس طرح ان دونوں سے انسان اپنے لیے غذا کا ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے۔ کس طرح یہ جہاز رانی اور تجارت کے نہایت آسان ذرائع فراہم کرتے ہیں۔

پھر شب کی ظلمت اور دن کے نور پر غور کرو، دونوں اپنی صفات و خصوصیات میں کس قدر ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں لیکن ایک دوسرے کی ضد ہونے کے باوجود، پوری ہم آہنگی اور سازگاری کے ساتھ، ایک دایہ کی طرح اس کائنات کی پرورش اور اس کے اندر بسنے والے حیوانوں، انسانوں اور نباتات کی خدمت میں سرگرم ہیں۔ سورج دن میں طلوع ہوتا ہے اور گرمی اور دھوپ کا سرچشمہ ہے۔ چاند شب میں نمودار ہوتا ہے اور روشنی اور خنکی کا منبع ہے۔ بظاہر دونوں ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف ہیں لیکن دیکھتے ہو کہ اس دنیا کا ایک ایک وجود ان سے متمتّع ہو رہا ہے اور یہ انسان کو بالواسطہ اور بلاواسطہ فیض رسانی پر مامور ہیں۔

کیا یہ سب کچھ اتفاق ہے؟ کیا یہ نظم، یہ ضابطہ کی پابندی، یہ سازگاری، یہ فیض رسانی سب کچھ آپ سے آپ ہو رہی ہے؟ ان مشاہدات کے باوجود جو لوگ دنیا کے اتفاقی حدوث پر اصرار کرتے ہیں ان کا یہ اصرار محض، نہ ماننے کی خواہش پر مبنی ہے۔ علم و تحقیق سے اس ذہنیت کو کچھ سروکار نہیں۔

بحوالہ: (اسلامی نظریۂ حیات (باب توحید) مؤلفہ پروفیسر خورشید احمد، صفحہ 294.205)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

جو زمین پر شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے۔(فرمان نبوی ﷺ)

محمد ارشد صاحب (استاذ قران اکیڈمی یٰسین آباد)

غزوۂ احد حق و باطل کے مابین دوسرا معرکہ۔باطل اپنی تمام تر قوت کے ساتھ حق پر حملہ آور ہوا۔نبی اکرم ﷺ اپنے محدود مادی وسائل کے ساتھ نصرت خداوندی کے بھروسے پر احد کے دامن میں تشریف فرما ہوئے۔حالات کی سنگینی کے تحت آپ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ درّے پر مامور فرمایا اور اس کو ہدایت فرمائی کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری بوٹیاں نوچ کر کھا رہے ہیں تب بھی اس درے کو نہ چھوڑنا۔معرکہ شروع ہوا تو اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔لیکن اس موقع پر درّے پر موجود مجاہدین کی ایک غلطی کی بنا پر یقینی فتح عارضی شکست میں بدل گئی اور مسلمان قریش مکہ کے نرغے میں آ گئے۔بد حواسی اور افراتفری کے دوران دشمن کی تمام کوششوں اور حملوں کا ہدف ذات رسالت مآب ﷺ تھی،کیوں کہ باطل جانتا تھا کہ آپ ﷺ نہیں رہیں گے تو اسلام بھی نہیں رہے گا۔کفار کے اس اچانک ہجوم سے مسلمانوں کی اکثریت تتر بتر ہو چکی تھی۔صرف دس بارہ فدا کار رسالت دیوانہ وار سینکڑوں دشمنوں کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑے تھے۔زید بن سکن انصاری رضی اللہ عنہ،مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ،امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے جانثار رسالت ﷺ جام شہادت نوش کر چکے تھے۔اور اب جو جانثار نبی کریم ﷺ کے گرد دیوانہ وار داد شجاعت دے رہے تھے ان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ،ابو دجانہ رضی اللہ عنہ،سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ،ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ،ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک خاتون ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔اسی عالم عُسرت میں کفار نے نبی رحمت ﷺ کے قتل کی افواہ بھی اڑا دی جس سے مسلمانوں کے رہے سہے حوصلے بھی جواب دے گئے،اور کچھ مسلمان ہتھیار پھینک کر بیٹھ گئے کہ جب نبی کریم ﷺ ہی نہیں رہے تو اب لڑنے سے کیا حاصل؟اس عالم ہنگامہ،مایوسی و افراتفری اور ہجوم دشمناں میں ایک درمیانہ قد،گندمی رنگت،حسین چہرے اور پتلی ناک والا فدائی تھا جو نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھا اور دیوانہ وار دشمنوں کے حملوں کو روک رہا تھا۔اپنی جان سے قطعاً بے پرواہ کبھی آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرتا۔کبھی حملے روکنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈھال بن جاتا۔تیر،تلوار،نیزے کون سا وار تھا جو اس محب صادق نے اپنے اوپر نہ لیا ہو۔دو انگلیاں کٹ چکی تھیں،ایک ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو چکا تھا،سر میں دو نیزے لگ چکے تھے،پیشانی پر بھی ایک بہت بڑا گھاؤ تھا لیکن وہ فدائی لڑتا بھی رہا اور جناب نبی کریم ﷺ کا دفاع بھی کرتا رہا۔اللہ کے نبی مکرم ﷺ نے ایک چٹان پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا لیکن دہری زرہ کے بوجھ سے چڑھ نہ سکے اور پاؤں پھسلنے کے سبب گڑھے میں گر گئے۔زخموں سے چور اور خون میں نہایا ہوا یہ ہی فدائی سرعت سے گڑھے میں اترا اور اپنی پیٹھ نبی کریم ﷺ کے سامنے جھکا دی آپ ﷺ اس کی پیٹھ پر چڑھے اور اوپر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دست مبارک پکڑ کر باہر نکالا۔نبی کریم ﷺ کی سلامتی کی خبر پا کر منتشر صحابہ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا "پہلے اپنے ساتھی کی خبر لو۔اس نے جنت اپنے اوپر واجب کر لی ہے۔چلتا پھرتا شہید ہے"۔

لسان رسالت ﷺ سے "چلتا پھرتا شہید" کا لقب پانے والے نبی مکرم ﷺ کے یہ جانثار تاریخ اسلام میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔پیکر شجاعت و عقیدت اور عزیمت و فدائیت نے احد میں ستر سے زائد زخم اپنے جسم اطہر پر سجائے اور یوم احد کو یوم طلحہ رضی

اللہ عنہ بنا لیا۔ اللہ کے نبی رحمت نے آپ رضی اللہ عنہ کو "طلحۃ الخیر" کے لقب سے بھی نوازا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کو صاحبِ احد کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے ایک چھوٹے قبیلے بنی تیم سے تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ شجرہ نسب چھٹی پشت میں نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے۔ والد اسلام قبول کرنے سے پہلے وفات پا گئے۔ والدہ صعبہ بنت عبداللہ ایمان لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ان گنے چنے لوگوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ پیشے کے لحاظ سے تاجر تھے اور فن تقریر و خطابت میں مہارت تھی۔

سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ ایمان لانے والوں میں ان کا نمبر آٹھواں ہے۔ قبول اسلام کے نتیجے میں جو کچھ دیگر اہل ایمان پر گزر رہی تھی وہ ہی سب آپ رضی اللہ عنہ پر بھی گزری۔ بڑے بھائی عثمان نے آپ رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک ہی رسی میں بہت بری طرح تشدد کیا تاہم آپ رضی اللہ عنہ اسلام پر قائم رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "قرینین" (ساتھی) کہا کرتے تھے۔ بارہ تیرہ سال آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ساتھ مشرکین مکہ کی دی ہوئیں تکلیفیں برداشت کرتے رہے۔

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے جب ہجرت فرمائی اس وقت آپ رضی اللہ عنہ تجارت کے سلسلے میں شام گئے ہوئے تھے۔ اثنائے سفرِ ہجرت نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ شامی پارچہ جات ہدیہ کیے جس پر آپ ﷺ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور دعا دی۔ مکہ پہنچ کر طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کاروبار کو سمیٹا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ وہاں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا۔ مدینہ میں نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی مواخاۃ ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ سے قائم کی جو مشہور صحابی ہیں۔ آپ غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر میں چونکہ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو قریش کے قافلے کی خبر لانے بھیج دیا تھا۔ قافلہ راستہ بدل کر نکل گیا تھا۔ یہ خبر لے کر جب وہ آئے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور عملاً انھیں اصحاب بدر میں شامل کیا۔ غزوہ احد کے علاوہ حنین میں بھی بڑی شجاعت سے لڑے اور نبی کریم ﷺ سے "طلحۃ الجواد" کا لقب پایا۔ تبوک کے موقع پر بہت مال و اسباب نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جس پر اللہ کے نبی کریم ﷺ نے "طلحۃ الفیاض" کے لقب سے نوازا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کئی سرایا کا سالار بنا کر بھی بھیجا۔

۱۰ ہجری حجۃ الوداع میں آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد چاروں خلفاء راشدین کے ہاتھوں پر یکے بعد دیگرے بیعت کی اور بھرپور تعاون کرتے رہے۔ جنگ جمل میں شہادت ہوئی، وقت شہادت عمر تقریباً چونسٹھ سال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات میں سات خواتین سے نکاح کیے جن سے گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے والہانہ محبت اور انتہائی درجہ میں اللہ کا خوف رکھتے تھے، ان دو خصوصیات کے علاوہ فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری نمایاں خصوصیت تھی، آپ بہت مالدار صحابہ میں سے تھے انتہائی کریم النفس، سخی اور فیاض تھے۔ طبری نے لکھا ہے کہ قبیصہ بن جابر اسدی نے لوگوں سے کہا "کیا میں تم کو بتاؤں کہ میں نے کن لوگوں کی صحبت اٹھائی ہے؟ میں عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب کی صحبت میں رہا ہوں جن سے بڑھ کر فقہ اور وعظ و نصیحت میں کسی کو نہ پایا، پھر طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں جن سے بڑھ کر بے مانگے مال کثیر دینے والا کسی کو نہ پایا۔" (تاریخ طبری جلد چہارم، باب ۷)

ایک ہزار درہم یومیہ آمدنی تھی، لیکن آپ رضی اللہ عنہ جب تک آیا ہوا مال اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرتے چین سے نہ بیٹھتے۔ غریبوں، یتیموں، بیواؤں، ضرورت مند رشتہ داروں کو بے دریغ دیتے۔ بہت زیادہ صلہ رحمی کرتے۔ انتہائی مہمان نواز تھے، پورے پورے خاندان اور قبیلے آپ

رضِی اللہ عنہ کے انفاق اور فیاضی کے محتاج تھے۔ قبیلہ تیم کا کوئی نادار ایسا نہ تھا آپ رضِی اللہ عنہ نے اس کی اور اس کے اہل و عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو۔ ایک ہاتھ سے دیتے تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی۔ تحائف اور ہدایا بھی کثرت سے دیتے۔ ام المومنین عائشہ رضِی اللہ عنہ کو ہر سال دس ہزار دراہم بھیجتے تھے۔ زبردست مصارف اور انتہائی سخاوت کے باوجود آپ رضِی اللہ عنہ کی دولت بڑھتی رہی۔ وفات پر بیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار چھوڑے۔ غیر منقولہ جائیداد کی قیمت تین کروڑ درہم تھی۔ آپ رضِی اللہ عنہ سے اڑتیس احادیث مروی ہیں۔

اقبال تیرے خواب کی تعبیر کیا ہوئی؟

اقبال تیرے خواب کی تعبیر کیا ہوئی
وہ رنگ بھری پیار کی تصویر کیا ہوئی

یہ اپنے رہنماؤں کے وہ عہد کیا ہوئے؟
ہاتھوں میں تھی جو عدل کی زنجیر کیا ہوئی

بھٹکو گے کب تلک یوں نکل کر مدار سے
سوچو! کہ ہم سے اصل میں تقصیر کیا ہوئی

اے کاش! تو بھی دیکھتا آکر جہان میں
اقبال تیری فکر کی توقیر کیا ہوئی

اس کشمکش میں دیس کے رانجھے کہاں گئے
آزادیاں دلاتی ہوئی ہیر کیا ہوئی

دیکھو تو ذرا غور سے اس وطن پاک میں
بن بن کے بگڑتی ہوئی تقدیر کیا ہوئی

لوحِ جہاں پہ درج شہیدوں کے خون سے
لکھی ہوئی وہ درد کی تحریر کیا ہوئی

اے محتسب! بتاؤ ذرا یہ ندیم کو
قائد نے دی جو آپ کو وہ جاگیر کیا ہوئی

ندیم اختر ندیم

نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق قرآن وسنت کی روشنی میں (دوسری قسط)

حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

(1)ذاتی پسند پر اتباعِ رسول ﷺ کو ترجیح دینا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ (البقرۃ:143)

"اور ہم نے نہیں مقرر کیا وہ قبلہ جس پر کہ (اے نبی ﷺ) آپ تھے مگر اِس لیے تاکہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون ہے جو رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے اُس کے برعکس جو اپنی ایڑیوں کے بل رُخ پھیر لیتا ہے، اور یقیناوہ بہت بھاری (حکم) تھا سوائے اُن لوگوں کے جنہیں اللہ نے ہدایت دی۔"

اِس آیت کے پس منظر میں تحویلِ قبلہ کا واقعہ ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے وحی خفی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حکم دیا کہ نماز کے دوران اپنا رخ بیت المقدس کی طرف رکھیے۔ اِس حکم کا مقصد مہاجر صحابہ کا امتحان لینا تھا جنہیں مسجد حرام سے شدید محبت تھی۔ اللہ اُنہیں آزمانا چاہتا تھا کہ آیا وہ اپنی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے مسجدِ حرام کے بجائے بیت المقدس کو قبلہ بنا لیتے ہیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِس امتحان میں سرخرو ہو گئے تو ہجرت کے 16 ماہ بعد تحویلِ قبلہ کا حکم اِن الفاظ میں وارد ہوا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (البقرۃ:144)

"(اے نبی ﷺ!) ہم دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ کے چہرے کا بار بار اُٹھنا آسمان کی طرف، پس ہم پھیرے دیتے ہیں آپ ﷺ کے چہرے کو اُس قبلہ کی طرف کہ جس سے آپ ﷺ محبت کرتے ہیں، تو پھیر لیجئے اپنے چہرے (رخ) کو مسجدِ حرام کی طرف، اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں پر بھی ہو پس پھیر لو اپنے چہروں کو اُس (مسجدِ حرام) کی طرف۔"

(2)اللہ کی کامل بندگی کے لیے اتباعِ رسول ﷺ:

سورۃ آلِ عمران میں وارد ہوا:

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ "(اے نبی ﷺ!) اگر وہ آپ ﷺ سے جھگڑنے لگیں تو فرما دیجئے کہ میں نے تو اپنا چہرہ جھکا دیا ہے اللہ کے سامنے اور ہر اُس فرد نے جس نے میری پیروی کی۔"

نبی اکرم ﷺ کا اُسوہ اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی کی کامل عملی مثال ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع کا تقاضا ہے کہ ہم بھی اِسی روش کو ختیار کریں اور ابدالآباد کی نعمتوں سے سرفراز ہو جائیں۔ سورۃ البقرہ میں بشارت ہے:

بَلٰى ۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۠ (آل عمران:112)

"کیوں نہیں! جس کسی نے بھی جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے تو اُس کا اجر (محفوظ) ہے اُس کے ربّ کے پاس۔ نہ ہی اُن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم سے دوچار ہوں گے۔"

(3) دعوتِ دین کے لیے اتباعِ رسول ﷺ:

سورۂ یوسف میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ (آیت:108)

"(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں بلاؤں اللہ کی طرف، اور اِس حوالے سے میں پوری طرح سے سمجھ بوجھ پر ہوں اور وہ بھی جو کہ میری پیروی کرنے والا ہے"۔

"دعوت الی اللہ" کا عمل موکد ترین سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ یہ وہ متفقہ سنت ہے جس پر آپ ﷺ نے ظہورِ نبوت سے لے کر حیاتِ مبارکہ کے آخری سانس تک عمل فرمایا۔

"عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا" کا مفہوم یہ ہے کہ مجھے شعور ہے کہ دعوت الی اللہ کا عمل میرے لیے بھی اور مخاطب کے لیے بھی انتہائی خیر کثیر کا حامل ہے۔ مخاطب کو جہنم سے بچا کر جنت میں لے جانے والا اور میرے لیے صدقۂ جاریہ ہے۔

خیر اور بھلائی کے کاموں کے دو درجے ہیں۔ ایک ہے دُنیوی خدمتِ خلق یعنی بھوکوں کو کھانا کھلانا، ضرورت مندوں کا تن ڈھانپنا، بیماروں کی عیادت کرنا اور اُن کے لیے دوا کا انتظام کرنا، لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا وغیرہ۔ دوسرا ہے اخروی خدمتِ خلق یعنی لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے اور اُن کی عاقبت سنوارنے کے لیے اُنھیں نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ میں خدمتِ خلق کے یہ دونوں پہلو بتمام و کمال دکھائی دیتے ہیں۔ وحی کے آغاز سے قبل آپ ﷺ یتیموں، غریبوں اور محتاجوں کی خدمت کرنے میں پیش پیش تھے۔ پھر جب وحی کے ذریعہ آپ ﷺ پر آخرت کی ابدی زندگی کے حوالے سے حقائق منکشف ہوئے تو آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لحہ خلقِ خدا کو آخرت کی ناکامی سے بچانے کی کوشش میں صرف ہوا۔ آخرت کی حقیقت سامنے ہو تو محض دُنیوی خدمتِ خلق کا تصور بڑا محدود اور ناقص محسوس ہوتا ہے۔ ممکن ہے یہاں ہم کسی بھوکے کے پیٹ کی آگ کو تو بجھا دیں لیکن وہ غفلت کی وجہ سے پورے کا پورا جہنم کی آگ کا نوالہ بن جائے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"اَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ كَتَهَافُتِ الْفَرَاشَةِ عَلَى النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِكُمُ الْحُجَزَ"۔

"تم تو آگ میں اِس طرح گرے پڑتے ہو جیسے پروانے گرا کرتے ہیں اور میں تم کو کمر سے پکڑ پکڑ کر جہنم سے پرے ہٹا رہا ہوں۔" (العراقی)

اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ جہاں ہم اپنی امکانی حد تک دکھ درد میں لوگوں کے کام آسکیں، وہیں ہم پوری ہمدردی اور دلسوزی کے ساتھ اُن کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے دعوت الی اللہ کے مشن میں مال اور جان لگانے پر کمربستہ ہو جائیں۔

(4) اقامتِ دین کے لیے اتباعِ رسول ﷺ

سورۃ التوبۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحسین فرمائی:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْھُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ١١٧ (آل عمران:117)

"بیشک اللہ نے نبی (ﷺ) پر مہربانی کی اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے نبی ﷺ کی پیروی کی (غزوہ تبوک کی) مشکل گھڑی میں، باوجود اِس کے کہ اُن میں سے بعضوں کے دل پھر جانے کو تھے، پھر اللہ نے اُن پر مہربانی فرمائی۔ بیشک وہ اُن پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے۔"

اقامتِ دین کی جدوجہد کے دوران غزوۂ تبوک نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا آخری اور مشکل ترین معرکہ تھا۔ اِس موقع پر مسلمانوں کو انتہائی شدید آزمائش کا مرحلہ درپیش تھا، جس کے مظاہر یہ ہیں:

(1) اُس وقت دنیا میں دو بادشاہتوں کو بڑی طاقتیں تسلیم کیا جاتا تھا، یعنی سلطنتِ ایران اور سلطنتِ روما۔ غزوۂ تبوک میں وقت کی ایک بڑی طاقت سلطنتِ روما کے ساتھ ٹکراؤ تھا۔

(2) موسم گرمیوں کا تھا اور گرمی بھی پوری شدت پر تھی۔ منافقین، مؤمنین سے کہہ رہے تھے: لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ”مت نکلنا گرمی میں“۔ اور اللہ فرما رہا تھا: نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ”جہنم کی آگ کہیں زیادہ شدید ہے گرمی کے اعتبار سے۔“ (سورۃ التوبۃ: 81)

(3) سفر انتہائی طویل تھا۔ تبوک کا فاصلہ مدینہ سے تقریباً سات سو کلو میٹر ہے۔

(4) سواریوں کی کمی تھی اور اٹھارہ ساتھیوں کو باری باری ایک اونٹ پر سفر کرنا پڑتا تھا۔

(5) خوراک کی کمی کا یہ عالم تھا کہ دو ساتھیوں کو روزانہ ایک کھجور پر گزارا کرنا پڑتا تھا۔ بسا اوقات درختوں کے پتے استعمال کرنے پڑتے تھے، جس سے ہونٹوں میں ورم آگیا تھا۔ مجبوراً قلت کے باوجود اونٹوں کو نحر کرنا پڑتا تاکہ نہ صرف اُن کا گوشت کھایا جاسکے بلکہ پانی کی کمی کی وجہ سے اُن کے معدے اور آنتوں کے اندر جمع شدہ پانی اور تری سے پیاس بجھائی جاسکے۔

(6) مدینہ میں کھجور کی فصل تیار ہونے کے قریب تھی۔ اگر فصل کو بروقت اتارا نہ جائے تو وہ درخت کے اوپر ہی ضائع ہو جاتی ہے۔ اب جبکہ مرد سفر پر جا رہے تھے تو پیچھے خواتین کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ کھجور کی فصل اُتار سکیں۔ اِس فصل کے ضائع ہونے کی صورت میں آئندہ کے لیے بھی خوراک کی قلت کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔

مذکورہ بالا مشکلات کی وجہ سے غزوۂ تبوک کو ”جیش العسرۃ“ کہا جاتا ہے۔ دورِ نبوی ﷺ میں یہ واحد موقع تھا کہ اِس میں نفیرِ عام کا حکم دیا گیا۔ ہر مسلمان سے کہا گیا کہ وہ اللہ کی راہ میں نکلے۔ اگر کوئی عذر لاحق ہے تو نبی اکرم ﷺ سے رخصت حاصل کرے۔ مزید یہ کہ ہر مسلمان سے کہا گیا کہ وہ اِس موقع پر جو بھی مال اللہ کی راہ میں دے سکتا ہے پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ کی مذکورہ آیت میں اُن صحابہ کرام کی تحسین فرمائی جنہوں نے سفرِ تبوک کی مشکل گھڑیوں میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔

اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام نے انتہائی کٹھن جدوجہد کے ذریعہ نہ صرف جزیرہ نمائے عرب میں دین غالب کیا بلکہ بیرونِ ملکِ عرب اُس کی توسیع کا آغاز بھی کر دیا۔ دورِ نبوی ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا کے وسیع حصہ میں اسلام کا جھنڈا لہرا دیا، بقولِ اقبال:

تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا   مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری

لیکن رفتہ رفتہ دنیا میں اسلام مغلوب ہوتا چلا گیا اور آج دنیا میں کہیں بھی اسلام غالب نہیں ہے۔ بقول الطاف حسین حالی:

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے   اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد   دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اور

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے   اُمت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے   پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے!

اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم دین کے غلبہ کے لیے مال و جان سے جہاد کریں۔ یہ صرف اتباعِ رسول ﷺ ہی نہیں اتباعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی تقاضا ہے، اور ایسا کرنے والوں کے لیے سورۃ التوبہ میں بشارت ہے:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ:100)

''اوّل اوّل سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ جنہوں نے اُن کی پیروی کی عمدگی کے ساتھ، راضی ہوگیا اُن سے اللہ اور وہ راضی ہوگئے اللہ سے، اور تیار کر رکھے ہیں اللہ نے اُن کے لیے وہ باغات جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، وہ رہیں گے اُن باغات میں ہمیشہ ہمیشہ۔ یہی ہے شاندار کامیابی''۔

اتباعِ رسول ﷺ کے حوالے سے جامع ترین آیت:

اتباعِ رسول ﷺ کے حوالے سے سورۃ الاعراف کی آیت 157 پورے قرآنِ مجید کی جامع ترین آیت ہے۔ سیاقِ کلام کے اعتبار سے اِس آیت میں اُن خوش نصیبوں کا ذکر ہے جو اللہ کی رحمتِ خاص کے حق دار ہوں گے، فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

''(اللہ کی رحمتِ خاص اُن کے لیے ہے) جو پیروی کریں گے اُن رسول ﷺ کی جو نبی اُمی ہیں اور جن کا ذکرِ مبارک وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں۔ وہ اُنہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں، اور پاک چیزوں کو اُن کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں، اور اتارتے ہیں اُن (کے سر اور گردن) پر سے وہ بوجھ اور طوق جو اُن پر موجود تھے۔ تو جو لوگ اُن پر ایمان لائے اور اُن کی توقیر و تعظیم کی اور اُن کی مدد کی اور پیروی کی اُس نور کی جو اُن کے ساتھ نازل کیا گیا، وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اس آیتِ کریمہ میں اوّل و آخر اتباع کا ذکر ہے۔ ابتدا میں رسولِ اکرم ﷺ کی اتباع کا ذکر ہے اور آخر میں نورِ ہدایت یعنی قرآنِ حکیم کی اتباع کا۔

اتباعِ رسول ﷺ کے حوالے سے اِس آیت میں تین گوشے بیان کیے گئے ہیں:

(1) امر بالمعروف و نہی عن المنکر (2) حلال و حرام کی تمیز

(3) مشرکانہ و جاہلانہ عقائد و اعمال سے اجتناب

(1) امر بالمعروف و نہی عن المنکر: سورۂ آل عمران میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اِس امت کا مقصد اور فرضِ منصبی قرار دیا گیا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران:10)

''تم بہترین اُمت ہو جسے اللہ نے لوگوں کی رہنمائی کے لیے اٹھایا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

اگر امت اِس ذمہ داری سے پہلو تہی کرے گی تو گویا اپنے مقصد کو چھوڑ دے گی اور اللہ کی طرف سے سزا کی مستحق ٹھہرے گی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْلَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَابًا مِنْہُ ثُمَّ تَدْعُوْنَہٗ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ. (ترمذی)

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب نازل کرے گا، پھر تم اُس سے دُعا کرو گے تو تمھاری دُعا قبول نہ ہوگی۔''

اگر اُمت بحیثیت مجموعی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے غافل ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اِس کے لیے رہنمائی بایں الفاظ موجود ہے:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران:104)

”تم میں سے ایک جماعت تولازماً ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

اِس آیت کی رو سے فلاحِ اخروی کے حصول کے لیے کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہونا ضروری ہے جو دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داریاں ادا کر رہی ہو۔

(2) حلال و حرام کی تمیز:

نبی اکرم ﷺ نے قرآنِ حکیم اور اپنے ارشادات کے ذریعہ ہمیں مال، خوراک، لباس اور جنسی جذبات کی تسکین کے حوالے سے حلت و حرمت کے احکامات دیے ہیں۔ آپ ﷺ کی اتباع کا تقاضا ہے کہ ہم اِن احکامات کی سختی سے پابندی کریں۔

(3) مشرکانہ و جاہلانہ عقائد و اعمال سے اجتناب:

اتباعِ نبوی ﷺ کا تیسرا گوشہ ہے اُن بوجھوں سے خود کو اور نوعِ انسانی کو آزاد کرانا جو مشرکانہ عقائد و اوہام، بدعات اور رسومات کی صورت میں وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ مشرکانہ عقائد کی وجہ سے لوگوں کو شدید ذہنی و جسمانی مشقتیں اور مالی نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں۔ مشرکانہ اوہام کی وجہ سے معبودانِ باطل یا دیگر اسبابِ دنیوی کا خوف طاری ہوتا ہے اور بعض اوقات اُس کے لیے مال، اولاد اور مویشیوں کی بھینٹیں چڑھانی پڑتی ہیں۔ نام نہاد مذہبی پیشوا بندے اور خالق کے درمیان واسطے اور وسیلے بن کر نذرانوں کی صورت میں بندوں کا خون چوستے ہیں۔ خوشی کے موقع پر رسومات کے طومار اور غمی کے موقع پر بدعات کی وجہ سے غریبوں پر ایسا مالی بوجھ پڑتا ہے کہ اُن کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اگر آپ ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل کیا جائے تو اِن بوجھوں اور گردن کے اِن طوقوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

اِس آیت میں اتباعِ رسول ﷺ کے تین گوشوں کے حوالے سے ہماری اکثریت کا طرزِ عمل افسوسناک ہے۔ ہم ٹوپی اور ڈاڑھی کے حوالے سے تو اتباعِ رسول ﷺ کرتے ہیں، لیکن امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو کجا ہمارے گھروں میں ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد کے ذریعہ بے حیائی اور برائی کی ترویج ہو رہی ہوتی ہے۔ حلال حرام کی تمیز تو دور کی بات ہے، ہم کماتے حرام ذرائع سے ہیں لیکن رزقِ حرام کو کھاتے مسنون طریقہ سے ہیں۔ لباس مسنون پہنتے ہیں لیکن باطل نظام کا حصہ بن کر اُس کی چاکری کرتے ہیں۔ ظاہری اعتبار سے سنت پر عمل ہوتا ہے لیکن بدعات اور رسومات میں پیروی آباء و اَجداد کی ریتوں اور برادری کے رواج کی ہو رہی ہوتی ہے۔

آیت کے آخر میں اتباعِ رسول ﷺ کے حوالے سے آپ ﷺ سے تعلق کی چار بنیادیں بیان ہوئیں، یعنی آپ ﷺ پر نہ صرف زبان بلکہ دل سے ایمان لانا، آپ ﷺ کا ادب و احترام کرنا، دعوتِ دین اور اقامتِ دین کے مشن کے لیے تن من دھن لگا کر آپ ﷺ کی نصرت کرنا اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والے نورِ ہدایت یعنی قرآنِ حکیم کی پیروی کرنا۔ ایسا کرنے والوں کو آیت کے آخر میں کامیاب ہونے کی بشارت دی گئی۔

خلاصہ کلام:

قرآنِ حکیم نے اتباعِ رسولِ اکرم ﷺ کے جو گوشے نمایاں کیے ہیں اُن کا تعلق ہماری اُن دینی ذمہ داریوں سے ہے جن کا ادا کرنا انتہائی کٹھن ہے۔ اِس کے برعکس محدود مذہبی تصور کے تحت ہم نے اتباعِ رسول ﷺ کے گوشے کو محض نشست و برخاست، خورد و نوش اور چلنے پھرنے وغیرہ تک محدود کر دیا۔ جو شخص صرف اِن امور میں آپ ﷺ کی پیروی کر رہا ہو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کا سچا عاشق ہے، لیکن جو صحابہ کرام کی طرح دین کی خدمت کے لیے مال و جان کی قربانیاں دے رہا ہو ہم اُسے اتباعِ رسول ﷺ پر عمل پیرا نہیں سمجھتے۔ ع

ببیں تفاوتِ رہ، از کجاست تا بہ کجا! (میثاق، دسمبر 2008ء)

علم و تحقیق سے اپنا رشتہ جوڑیں

مفتی امان اللہ خان قائم خانی حفظہ اللہ

(مسئول شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی)

(نوٹ: اس مضمون کے براہ راست مخاطب دراصل وہ طلبائے کرام ہیں جو ملک بھر میں انجمن خدام القرآن کے ماتحت اکیڈمیز میں قرآن فہمی کورس سال دوم میں زیر تعلیم یا پڑھ کر فارغ التحصیل ہو چکے۔)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عَدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْجَاهِلِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْغَالِيْنَ.**

ترجمہ: اس علم وحی کو آنے والے لوگوں کی ہر جماعت میں سے منصف ترین لوگ قبول کریں گے، جو اس دین سے جاہلوں کی تحریفات، باطل پرستوں کے شبہات اور غلو کرنے والوں کی تاویلات کو دور کرتے رہیں گے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس امت میں تاقیام قیامت خیر کو باقی رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے، خواہ زمانہ آخری نبی سے کتنا ہی دور کا آتا جائے، مگر اس امت میں ایسے علماء و مجاہدین پیدا ہوتے رہیں گے جو نور نبوت کو اپنے سینوں میں سجائے دفاع دین کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کا علم اور اسی طرح ان سے نکلنے والے تمام علوم سے اللہ جن لوگوں کو نوازتا ہے، اور ہر ہر زمانے میں جن لوگوں کو یہ علم سیکھنے اور اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے چنتا ہے، وہ لوگ دیگر تمام لوگوں سے زیادہ معتدل اور معتمد ہوتے ہیں۔ جیسے اس آیت میں فرمایا: **وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ.** (آل عمران:104) توجس طرح امر بالمعروف میں مشغول لوگ دیگر افراد کے مقابلے میں اس کام پر زیادہ عمل پیرا ہوتے ہیں اسی طرح جن لوگوں کے پاس علم ہے اس پر عمل کرنے میں بھی دوسروں سے آگے وہی ہوتے ہیں۔

حدیث میں ان لوگوں کے اعمال و مشاغل یہ بتائے گئے کہ یہ اللہ کے دین کی خوب صفائی ستھرائی رکھیں گے، اور ہر ایسی چیز کو دین سے دور کریں گے جسے جاہل اس دین میں تحریف کے طور پر داخل کرنے کی کوشش کریں گے، اسی طرح جھوٹے اور مکار لوگ، اہل بدعت، دین میں تشدد اور غلو کرنے والے لوگ دین کے معاملات میں جس قدر تاویلات اور تحریفات اور شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کریں گے ان سب کا قلع قمع کرنے کے لیے یہی لوگ سامنا کریں گے۔

یہ در حقیقت آپ ﷺ نے ان لوگوں کی خصوصی ترغیب کے لیے فرمایا جو علم دین کی طلب میں مشغول ہیں۔ چنانچہ آپ نے امت کو اس بات پر ابھارا کہ وہ خود کو طلب علم میں لگا کر رکھیں، اور انبیاء کی اس قیمتی میراث سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص اس کام کے لیے کمربستہ ہو گا اسے دین و دنیا کے معاملے میں طرح طرح کی مشکلات و مصائب کا سامنا بھی ہو گا، اسی لیے حدیث میں انھیں انتہائی اہمیت سے ذکر کیا گیا کیونکہ اللہ کے ہاں ان کا اجر بھی اتنا ہی عظیم ہو گا۔ بہر حال اس حدیث میں جہاں اہل علم کی فضیلت اور حصول علم کی رغبت ظاہر کی گئی وہیں مسلمانوں کو بھی جہلاء، مکاروں اور باطل پرستوں کے جال میں پھنسنے سے خبردار کیا گیا کہ ایسے معاملات میں اہل علم کا دامن مضبوطی سے تھام لو، نجات اسی میں ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ انجمن خدام القرآن پاکستان بھر میں مسلمان عوام کو قرآنی تعلیم سے روشناس کرانے کی تگ و دو میں مصروف ہے، اور قرآن فہمی کورس کے نام پر ایک سالہ نصاب کی تدریس کا سلسلہ کئی سالوں سے جاری و ساری ہے، جس میں نہ صرف نوجوان و بزرگ حضرات اپنی ذاتی شرکت کی

صورت میں حصہ لے رہے ہیں بلکہ مالی انفاق کی صورت میں بھی بھرپور حصہ ڈال رہے ہیں۔ اور اس طرح اس بڑی کاوش سے امت کے ایک معتدبہ حصے کی آبیاری ہورہی ہے اور ان شاء اللہ ہوتی رہے گی۔ پہلے یہ کورس صرف ایک سال تک محدود تھا، اور اب گذشتہ چند سالوں سے علوم نبوت کے شائقین کی خصوصی دلچسپیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسرے سال کا بھی اضافہ کردیا گیا، جس میں علم تفسیر، حدیث، اصول حدیث، علم فقہ، اصول فقہ، علم بلاغت اور اسی طرح دیگر بہت سے علوم کی تعارفی یا ابتدائی کتب طلبہ کو درسًا پڑھائی جاتی ہیں۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ ان کتب کو پڑھنے کے بعد بہت سے طلبہ میں علم و تحقیق کی جستجو اور اس کی پیاس مزید بڑھتی ہے، راقم کے نزدیک اس کورس کی کامیابی کو پرکھنے کے لیے یہی ایک معیار کافی ہے۔ کیونکہ حقیقی علم تو وہ ہے جو انسان کو سمجھا دے کہ وہ جاہل ہے، اسے ابھی علم کی اور منزلیں بھی طے کرنی ہیں، کیونکہ علم تو ایک بحرِ بے کنار کی مانند ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ یعنی ہر عالم سے اوپر کوئی عالم ہے۔ اس کے برعکس کوئی کورس دو، چار یا دس سالہ دورانیے پر ہی محیط کیوں نہ ہو لیکن اگر اسے پڑھنے والا خود کو علامہ سمجھ بیٹھے تو یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے علم نہیں بلکہ جہالت کا حصول کیا ہے۔

ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کورس سے فاضل ہونے والا شخص اپنی طلب علم کی پیاس میں سیرابی کے حصول کے لیے آئندہ کیا لائحہ عمل اختیار کرے جس سے وہ کسی نہ کسی سطح پر علم دین کا طالب علم بھی رہے اور بوقت ضرورت کسی بھی تحقیقی کام کو کم از کم سمجھنے یا اس میں کسی قدر حصہ لینے کی استعداد بھی رکھتا ہو۔

تو اس سلسلے میں دو باتیں سب سے اہم ہیں جنھیں ذہن نشین کرلینا چاہیے:

اول تو یہ کہ: جو شخص دین کی علمی خدمات کے لیے کمربستہ ہو وہ گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرہ:۲۸۲) ”اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمھیں سکھاتا ہے۔“

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت اپنے استاد امام وکیع رحمہ اللہ سے کی تو انھوں نے فرمایا: خود کو گناہ و معصیت سے دور رکھو، اس لیے کہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور نورِ الٰہی کسی بدعمل اور نافرمان کو نہیں دیا جاتا۔ فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوْءَ حِفْظِي ... فَأَوْصَانِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي

فَإِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِنْ إِلٰهٍ ... وَنُوْرُ اللهِ لَا يُعْطَى لِعَاصِي

اور دوسری شے ہے جہدِ مسلسل اور انتھک محنت: عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے: اَلْعِلْمُ لَا يُعْطِيكَ بَعْضَهُ حَتّٰى تُعْطِيَهُ كُلَّكَ. ”علم اس وقت تک آپ کو اپنا کوئی حصہ عطا نہیں کرے گا، جب تک آپ خود کو مکمل طور پر اس کے حوالے نہیں کردیتے۔“

ہمارے اسلاف کے معمولات سے متعلق تاریخی کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ کس طرح انھوں نے ایک ایک حدیث براہ راست راوی سے اخذ کرنے کے لیے دور دراز کے اسفار کیے، اور ہر ہر علم کے حصول کے لیے انھیں الگ الگ اسفار کرنے پڑے، اور اس طلب کی راہ میں انھوں نے کتنی کتنی مشقتیں جھیلیں۔ لہٰذا اس بات کے لیے ہمہ وقت کمربستہ رہنا چاہیے کہ ہم نیکی اور تقویٰ اختیار کریں اور طلب علم کے لیے جو بھی قربانی دینی پڑے اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس لیے ہمیں اپنے گھریلو، خاندانی، اور کاروباری مشاغل میں سے ہمت کرکے کچھ نہ کچھ وقت نکالنا ہے اور علم دین کا حصول کرنا ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی اس بشارت کا مستحق ہوجاؤں جس کے تحت میں اللہ کا سپاہی کہلاؤں گا۔ یہ مرحلہ مکمل کرنے کے بعد سوال یہ اٹھتا ہے کہ اب کرنا کیا ہے؟

اس سے متعلق چند تجاویز سامنے رکھی جارہی ہیں، جن میں سے جسے جو تجویز مناسب لگے اس پر عمل کرے:

اول: پہلے مرحلے میں آپ دینی علم سے جڑے رہنے کے لیے یہ کر سکتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے کورس میں پڑھا وہی اپنے بچوں یا اہل خانہ یا دیگر رفقاء کو بھی پڑھائیں۔ اس سے اپنے نصاب میں آپ کی استعداد مضبوط ہوگی، اور آپ کے علم کی مثال بھی ایک روشن شمع کی سی ہوگی، اور آئندہ چل کر اللہ عزوجل آپ کو مزید اور راہیں بھی سجھائیں گے۔

دوم: دوسرے مرحلے میں یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ ادارے کے ماتحت بہت سے تعلیمی مراکز قائم ہیں، جہاں مستقل آنا جانا اور رابطہ قائم رکھیں، اور اپنے علمی ذوق کا اظہار کریں۔ جس کی برکت سے کوئی نہ کوئی ذمہ داری بھی سونپی جا سکتی ہے۔ ہم نے بہت سے دینی اداروں میں دیکھا ہے کہ بسا اوقات کوئی طالبعلم اپنے زمانہ طالب علمی میں اس قدر لائق و فائق نہیں ہوتا کہ وہ کوئی خاص کارکردگی دکھا سکے مگر ذوق و شوق اور اس کے اظہار کے تسلسل میں ایسی برکات ہوتی ہیں کہ اللہ جل شانہ انھیں ناامید نہیں کرتا، اور ان سے ایسے ایسے علمی کام لیتا ہے جس پر لوگ داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

سوم: تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ اگر اپنے دینی مراکز میں آنا جانا مشکل ہو تو اپنے اساتذہ سے مسلسل تعلق اور ہر معاملے میں مشاورت کا سلسلہ قائم کیا جائے، بار بار ان سے راہنمائی لینا، اور ان سے مشورہ کر کے خود سے کسی ایسے موضوع کا انتخاب کرنا جو نسبتاً سہل یعنی آسان ہو، اور پھر اس موضوع سے متعلق چھوٹا سا مضمون لکھیں، اور پھر اسے اپنے اساتذہ کی خدمت میں اصلاح کے لیے پیش کریں، جیسے جیسے وہ راہنمائی کریں اس کے مطابق اپنی تحریر کی اصلاح کریں۔ اور جب وہ مضمون مکمل ہو جائے تو اساتذہ ہی کی مشاورت سے کسی بھی دینی مجلے میں اشاعت کے لیے پیش کر دیا جائے۔ آج کل بہت سے ایسی دینی مجلے اور رسالے شائع ہوتے ہیں جہاں اچھے لکھاریوں کی ہر وقت مانگ ہوتی ہے۔ آپ کسی بھی دینی موضوع پر اپنے اساتذہ کی راہنمائی میں جب کچھ لکھیں گے تو ان شاء اللہ وہ تحریر شرعی اعتبار سے درست ہوگی۔ جسے اپنے رسالے میں جگہ دینے کے لیے ان شاء اللہ بہت سے ادارے تیار ہوں گے۔

یہ مرحلہ شاید گذشتہ تمام مراحل سے مشکل محسوس ہو مگر میرے نزدیک انتہائی سہل اور بہترین طریقہ یہی ہے۔ اسی طرح معاشرے میں رائج اور جاری بہت سے تصورات و معاملات سے متعلق شرعی مضامین لکھ کر خود کو حصول علم کی فضیلت سے جوڑے رکھ سکتے ہیں۔ ہاں اسے تب مشکل ضرور کہا جائے گا جب کسی ساتھی سے فوری کسی مقررہ موضوع پر لکھنے کی فرمائش کی جائے، کیونکہ یہ معاملہ تو اس شخص کی مانند ہوگا جسے تیراکی بالکل نہ آتی ہو اور اسے براہ راست دریا میں غوطہ خوری کا حکم دے دیا جائے۔ اس صورت میں غرق ہونا تقریباً یقینی ہے۔ لیکن چاہیے کہ طلباء اس گزارش کو بغور سمجھیں کہ یہ کام اس طرح اچانک کیا جانے والا نہیں جس میں ناکامی تقریباً یقینی ہے، بلکہ یہ تو تدریجی مراحل سے گزر کر کچھ کر دکھانے کا معاملہ ہے، جیسے جیسے مراحل طے ہوتے چلے جائیں گے منزل قریب آتی جائے گی۔ مثلاً ابتدا میں مضمون بھی خود ہی آسان سا سوچ کر منتخب کرنا ہے۔ پھر اس مضمون کی ترتیب کے بارے میں اپنے اساتذہ میں سے کسی ایک سے کچھ اجمالی یا تفصیلی راہنمائی لینی ہے کہ میں اسے کیسے شروع کروں اور کہاں ختم کروں، اور دلائل کے لیے کون سی کتابوں میں رجوع کروں، اور پھر اسے مختصر انداز میں لکھنے کی ایک ابتدائی اور بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اگر ایک بار اپنے عزم و ہمت کے ساتھ اس میدان میں قدم رکھ کر دیکھیں، ان شاء اللہ آپ نہ صرف خود کو انتہائی کارآمد پائیں گے بلکہ دیگر لوگوں کی راہنمائی کا ذریعہ بھی بنیں گے۔ اور چند ہی دنوں میں آپ کو یہ بھی محسوس ہوگا کہ آپ صرف مضامین ہی نہیں لکھ رہے بلکہ اپنی علمی ترقی کے لیے ایک درست اور ہموار راہ پر گامزن ہو چکے ہیں، جسے آپ اپنے اساتذہ کی وقتاً فوقتاً ہدایات کے تحت جب چاہیں جتنی چاہیں مزید وسعت دے سکتے ہیں۔

کہاں میں کہاں مدح ذات گرامی

کہاں میں کہاں مدحِ ذاتِ گرامی — میں سعدی نہ رومی نہ قدسی نہ جامی
پسینے پسینے ہوا جا رہا ہوں — کہاں یہ زباں اور کہاں نامِ نامی
سلام اس شہنشاہِ پر دو سرا پر — درود اس امامِ صف انبیاء پر
پیامی تو بے شک سبھی محترم ہیں — مگر اللہ اللہ خصوصی پیامی
فلک سے زمیں تک ہے جشنِ چراغاں — کہ تشریف لاتے ہیں شاہِ رسولاں
خوشا جلوہِ ماہتاب مجسم — زہے آمدِ آفتاب تمامی
کوئی ایسا ہادی دکھادے تو جانیں — کوئی ایسا محسن بتا دے تو جانیں
کبھی دوستوں پر نظر احتسابی — کبھی دشمنوں سے بھی شیریں کلامی
اطاعت کے اقرار بھی ہر قدم پر — شفاعت کا اقرار بھی ہر نظر میں
اصولاً خطاؤں پہ تنبیہ لیکن — مزاجاً خطاکار بندوں کے حامی
یہ آنسو جو آنکھوں سے میری رواں ہیں — عطائے شہنشاہِ کون و مکاں ہیں
مجھے مل گیا جامِ صہبائے کوثر — میرے کام آئی میری تشنہ کامی
فقیروں کو کیا کام طبل و علم سے — گداؤں کو کیا فکر جاہ و حشم کی
عباؤں قباؤں کا میں کیا کروں گا — عطا ہو گیا مجھ کو تاجِ غلامی
انھیں صدقِ دل سے بلا کے تو دیکھو — ندامت کے آنسو بہا کے تو دیکھو
لیے جاؤ عقبیٰ میں نام محمد ﷺ — شفاعت کا ضامن ہے اسم گرامی

اقبال عظیم

ماہانہ رپورٹ برائے آئینہ انجمن

قرآن اکیڈمی یاسین آباد:

قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس، سال اول و دوم میں تدریس کا عمل الحمدللہ جاری ہے۔ سال اول سیکشن اے میں 42 مستقل طلبہ اور 7 سامع، جبکہ خواتین میں 57 طالبات اور 8 سامعات شریک ہیں، سیکشن بی میں 18 مستقل طلبہ اور 8 سامع شریک ہیں۔ سال دوم میں 23 طلبہ اور 19 طالبات شریک ہیں۔ 'مسلمان خواتین کے دینی فرائض'، 'قرآن اور جہاد'، ' میرا گھر میری ذمے داری'، ' تزکیہ نفس' اور 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' کے عنوانات سے خصوصی لیکچر منعقد ہوئے، جن میں تدریس کے فرائض جناب محمد ارشد صاحب، جناب خورشید انجم صاحب، جناب نعمان اختر صاحب، جناب عبدالرؤف صاحب اور جناب ڈاکٹر مقصود صاحب نے ادا کیے۔ مختصر دورانیے کے مختلف کورسز بھی الحمدللہ جاری ہیں۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراۃ میں تدریس الحمدللہ جاری ہے۔ دوران ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے 4 خطابات جمعہ میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر خطابات جمعہ منعقد ہوئے، خطابات کے فرائض جناب محمد ارشد صاحب اور جناب محمد عاطف محمود صاحب نے ادا کیے۔ دوران ماہ مسجد جامع القرآن میں نکاح کی 4 تقاریب منعقد ہوئیں۔

قرآن اکیڈمی ڈیفنس:

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں تعلیمی سرگرمیاں بحمداللہ جاری ہیں، رجوع الی القرآن کورس سال اول کے انتیسویں بیچ کا آغاز ہوچکا ہے، جس میں اس وقت 32 مرد حضرات، 24 خواتین زیر تعلیم ہیں، اس کے علاوہ 31 افراد اس کورس میں آن لائن شریک ہیں۔ مبادیات علوم دینیہ کے عنوان سے ایک کورس 10 ستمبر 2022ء سے شروع ہوا، جس میں "عقیدہ اہل سنت"، "عربی تکلم" اور "قرآن مجید کی صرفی و نحوی ترکیب" جبکہ ماہانہ بنیادوں پر ایک خصوصی ورکشاپ بھی شامل ہے۔ شام کے اوقات میں حلقات و دورات دینیہ میں استاذ علی جمیل، ڈاکٹر محمد الیاس، عبداللہ مجید اور عامر شبیر صاحب تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، خواتین کے لیے بھی اس کورس کا آغاز کیا جاچکا ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں بھی تدریس کا سلسلہ جاری ہے، جس میں بروز بدھ 12 اکتوبر کو ماہانہ مسابقہ منعقد ہوا، جس میں 27 طلبہ نے حصہ لیا۔ اسی طرح وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والے مسابقے میں 13 طلباء کے نام وفاق میں رجسٹرڈ کروائے گئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی:

قرآن اکیڈمی کورنگی میں رجوع الی القرآن کورس الحمدللہ جاری ہے 22 حضرات اور 46 خواتین کورس میں شریک ہیں۔ اس ماہ تزکیہ نفس کے موضوع پر خصوصی لیکچر ہوا، تدریس کے فرائض جناب عبدالرؤف صاحب نے ادا کیے، مدرسۃ القرآن للحفظ والقراۃ میں تدریس کا عمل الحمدللہ

جاری ہے۔شعبہ خواتین کے تحت سیرت ابراہیمی – حالات وواقعات، صلہ رحمی کی اہمیت اور قطع رحمی کے نقصانات، قیامت کی حقیقت ونشانیاں، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق اور سیرت النبی ﷺ کے موضوعات پر خصوصی لیکچر منعقد ہوئے۔تفہیم الاسلام کورس اور امور خانہ داری تربیتی کورس کے عنوانات کے تحت مختصر دورانیے کے کورسز جاری ہیں۔

قرآن انسٹی ٹیوٹ گلستان جوہر:

رجوع الی القرآن کورس میں 50 حضرات اور 60 خواتین شریک ہیں۔دوران ماہ جناب سید سلیم الدین صاحب کی تدریس میں "اسلام کی نشاۃ ثانیہ، کرنے کا اصل کام" کے موضوع پر فکری محاضرہ ہوا، اور محترم عبدالرؤف صاحب، معاون مرکزی تربیتی کمیٹی تنظیم اسلامی پاکستان نے "تزکیہ نفس" کے موضوع پر خصوصی لیکچر دیا۔مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے "مسلمانوں کا عروج وزوال اور احیائی عمل کے تین گوشے" کے موضوع پر لیکچر دیا۔اور صدر انجمن خدام القرآن کراچی محترم سید نعمان اختر صاحب کا خصوصی محاضرہ "میرا گھر میری ذمہ داری" بھی شروع ہوا۔ ہفتہ وار مختصر دورانیے کے حلقات و دورات میں اوسطاً 25 خواتین و حضرات شریک ہیں۔ اور مسجد میں مدرستہ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے جس میں ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

قرآن مرکز لانڈھی:

قرآن مرکز لانڈھی میں مدرستہ القرآن للحفظ والقراءۃ میں ناظرہ وحفظ کی کلاسز باقاعدگی سے جاری ہیں۔شعبہ حفظ میں ایک طالب علم نے تکمیل قرآن کی سعادت حاصل کی، جب کہ 7 حفاظ کرام کو وفاق المدارس کی اسناد جاری کی گئیں۔علاوہ ازیں ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ بھی جاری ہے جس میں ناظم مرکز جناب محمد ہاشم صاحب تدریس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدر آباد:

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدر آباد میں رجوع الی القرآن کورس الحمدللہ بحسن وخوبی جاری ہے، مدرستہ القرآن کے تحت صبح ۹ تا ۱۲ بجے اور ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آداب زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔مغرب تا عشاء بالغان کے لیے ناظرہ قرآن کا اہتمام ہوتا ہے۔ شام کے اوقات میں فہم دین کے عنوان سے مختصر دورانیے کا کورس بحسن وخوبی مکمل ہوا۔ ہفتہ اور اتوار کے روز تعلیم الاسلام کورس الحمدللہ جاری ہے۔دوران ماہ رجوع الی القرآن کورس میں امت مسلمہ کا عروج وزوال، احیائی عمل کے تین گوشے اور مسلمان خواتین کے دینی فرائض کے عنوان سے خصوصی لیکچرز کا انعقاد ہوا۔

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ سمع وبصر

مطالباتِ قرآن:

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی 35-35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمد للہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4 بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 16 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

منتخب نصاب (رجوع الی القرآن کورس):

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں مدیرِ تعلیمات ڈاکٹر محمد الیاس صاحب کی منتخب نصاب کی کلاسز کی ویڈیو ریکارڈنگ کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے جو کہ بعد ازاں LMS پر مستقبل قریب میں شروع ہونے والے رجوع القرآن کورس کے **Self-paced** کورس میں شامل کیا جائے گا۔ ماہِ ستمبر تک اس سلسلہ کی 56 کلاسز ریکارڈ کی جا چکی ہیں جن کی ایڈیٹنگ کا کام جاری ہے۔

خطباتِ جمعہ (نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ ستمبر 2022ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں مرکزی تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا:

1- حقوق العباد---اہمیت اور چند قابلِ توجہ پہلو

2- اللہ تعالیٰ کے لئے حمیت اور غیرت

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ اکتوبر 2022ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کے درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

1- اعمال کی قبولیت کا دار و مدار

2- نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت (حصہ اول)

3- نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت (حصہ دوم)

4- نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت (حصہ سوم)

روشنی (ریڈیو پاکستان): ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے نگرانِ انجمن محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

تربیتی نشست برائے طلبہ (مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ)

مدرسہ کے طلبہ کو قرآنِ حکیم کے فہم کے حصول میں معاونت کے لیے تربیتی نشستوں کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی 4 نشستوں کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں۔

دی علم فاؤنڈیشن (ڈاکیومنٹری): دی علم فاؤنڈیشن کی ڈاکیومنٹری کے لئے شعبہ ملٹی میڈیا کی جانب سے اسکرپٹ کی پروف ریڈنگ، وائس اوور اور **Animation** کا کام کر کے مذکورہ ادارے کو چار حصوں میں ڈاکیومنٹری فراہم کی گئی۔

انجمن خدام القرآن اغراض ومقاصد

انجمن خدّامُ القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمہ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشأة ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆ ☆ ☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7-34993436-021